

کچھ کچھ تذکرہ تین اللہ والوں کا



مرتبہ

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمن صاحب قاسمی دامت برکاتہم

صاحبزادہ و جانشین

سلطان العارفین حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بہ اہتمام

سید عبد السلام شکیل

۱۷-۹-۱۸۳/۳/۸/بی، کرما گوڑہ، سعید آباد، حیدر آباد-۵۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کچھ کچھ
تذکرہ
تین اللہ والوں کا

مرتبہ

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن قاسمی صاحب دامت برکاتہم

صاجزادہ و جانشین

سلطان العارفین حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بہ اہتمام

سید عبدالسلام شکیل

۱۷-۹-۱۸۳/۳/۸/بی، کرماگوڑہ، سعید آباد، حیدرآباد-۵۹

تفصیلاتِ کتاب

نام کتاب : کچھ کچھ تذکرہ۔ تین اللہ والوں کا

مرتبہ : حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب قاسمی دامت برکاتہم
صاحبزادہ و جانشین
عارف باللہ حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ

سن اشاعت : ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۰۰۸ء

تعداد : ایک ہزار

کتابت : حافظ مولوی محمد فضل رحمٰن محمود

طباعت : عائشہ آفسیٹ پرنٹرس
روبرو فائر اسٹیشن، سیلر، متصل مسجد رضیہ، جدید ملک پیٹ، حیدرآباد۔۳۶
فون: 9391110835, 9346338145

قیمت : -/Rs. 20 بیس روپے

بہ اہتمام

سید عبدالسلام شکیل

۱۷۔۹۔۱۸۳/۳/۸/بی، کرماگوڑہ، سعید آباد، حیدرآباد۔۵۹

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	سلسلہ نشان

پیش لفظ

اس کتابچہ میں تین اللہ والوں سے مراد ایک حضرت سید حسن قادریؒ ہیں، دوسرے حضرت محمد حسین صاحبؒ ناظم سمستھان ونپرتی ہیں، تیسرے حضرت شاہ صوفی غلام محمدؐ صاحبؒ ہیں۔

پہلے اور دوسرے بزرگ کے احوال تفصیلی تو معلوم نہ ہو سکے البتہ خود حضرت والد ماجدؒ نے اُن کے سرسری احوال کو قلمبند کیا تھا اس لئے اُن کو اسی طرح پیش کیا جارہا ہے۔

دارالعلوم حیدرآباد کے ایک استاذ جناب عبدالحئ صاحب نے جو حضرت کے معتقد بھی اور ونپرتی کے رہنے والے بھی ہیں، انہوں نے بعد جستجو حضرتؒ کے احوال اور ضروری سوانحی خاکہ پیش فرمایا تھا اُسی کو پیش کیا جارہا ہے۔ بعد میں پھر مزید تفصیل آنے پر نئے سرے سے پیش کیا جاسکتا ہے۔

یکم مئی ۲۰۰۸ء

محمد کمال الرحمٰن قاسمی

تعارف

حضرت مولانا سید حسن صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت کا نام سید حسن ہے وطن کرنول ہے قیام بہت دنوں تک چنچل گوڑہ ہائی اسکول کے سامنے مکان میں تھا احقر بہت دنوں تک اسی مکان میں شرف ملاقات حاصل کرتا رہا بلکہ احقر کو حضرت نے خلافت نامہ مہر زدہ اسی مکان مین عنایت فرمایا تھا اس کے بعد حضرت نے مکان منتقل فرمادیا تھائی بس روڈ چنچل گوڑہ سہ راہا سے تقریباً ایک فرلانگ بڑی پھاٹک کا مکان تھا یہ دوسرے مکان میں حضرت نے آخر وقت تک قیام فرمایا غالباً اسی مکان میں حضرت نے وصال فرمایا حضرت کی شدید علالت کی حالت میں بھی احقر نے دو تین مرتبہ اسی مکان میں حضرت سے ملاقات کی تھی دو چار مرتبہ مولوی عبدالواحد صاحب سے بھی یہیں ملاقات ہوئی تھی جو حضرت سے بیعت تھے موصوف کا وطن غالباً گڈی سنگا پور تھا نلگنڈہ روڈ پر واقع ہے حضرت سید حسن صاحب کا وصال روز یکشنبہ مورخہ ۸ شوال المکرّم ۱۳۷۰ھ م ۲۶ رمارچ ۱۹۶۱ء محلّہ چنچل گوڑہ میں ہوا تدفین روبرو مسجد بخاری شاہ صاحب سعید آباد، دائرہ میں ہوئی حضرت کا مزار دائرے کے آخری قبور میں ہے جہاں سے دائرے کی حد ختم ہو رہی ہے۔ جھونپڑیوں کے قریب حضرت کا مزار ہے پتھر کی چار سلیں بھی ڈال دی

گئی ہیں کتبہ نہیں تھا کبھی کبھی زیارت کیلئے حاضر ہو جایا کرتا دو تین مرتبہ احقر پر رقت طاری ہو گئی حضرت کی تدفین میں احقر شرکت نہ کر سکا (غالباً اس وقت احقر کندرک پرکار گذار تھا۔

حضرت سید حسن صاحب قبلہ سے احقر کی پہلی ملاقات حضرت مولانا محمد حسین صاحب قبلہ کے مکان میں ہوئی حضرت اس وقت ملک پیٹ کے مکان میں تھے پھر مولانا محمد حسین صاحب دبیر پورہ میں کملی والے شاہ صاحب کی درگاہ کے قریب کے مکان میں اس وقت حضرت سید صاحب قبلہ کے ساتھ۔ جن حضرات سے مولانا محمد حسین صاحب کے مکان میں ملاقات ہوئی ان میں (جگن ناتھ پرشاد) اسلامی نام جمیل احمد، مولانا مناظر احسن گیلانی۔ مولانا فضل اللہ صاحب۔ الیاس برنی صاحب۔ صفوۃ الرحمن صاحب۔ عبدالخالق صاحب۔ کرنل غلام احمد صاحب ۔عبدالباری صاحب ۔ ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب، غلام دستگیر رشید صاحب، مولانا غوثی شاہ صاحب، عبدالقدیر صدیقی صاحب حسرت، وغیرہ قابل ذکر ہیں یہ حضرات مولانا محمد حسین صاحب کے مکان کو اکثر تشریف لایا کرتے ان حضرات سے احقر کی کبھی کبھی ملاقات ہو جایا کرتی ۔ مولوی غلام جہانگیر صاحب جن کا مولانا محمد حسین صاحب نے عبدالرحمن نام رکھا تھا، حضرت قبلہ سے بیعت کر چکے تھے اور کچھ عرصہ سے حضرت کے مکان ہی میں قیام بھی کیا تھا ان سے بھی ملاقات ہو جایا کرتی ۔ ایک مرتبہ حضرت سید صاحب قبلہ نے احقر کو مشورہ دیا کہ مولانا محمد حسین صاحب قبلہ جیسا آدمی نہیں مل سکتا آپ حضرت سے بیعت کر لیں چنانچہ حضرت کے مشورہ کے ساتھ ہی احقر نے بعمر ۱۸ سال مورخہ ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ شب قدر شب شنبہ مولانا محمد حسین صاحب قبلہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس وقت حضرت دبیر پورہ میں مسعود منزل میں تھے حضرت سے کچھ دن ملاقات ہوتی

رہی، اسی گھر پر حاضری ہوتی رہی اور صبح وشام کی بیٹھکوں میں شرکت نصیب ہوتی اور فیوض وبرکات کا سلسلہ جاری رہا حضرت مولانا محمد حسین صاحب قبلہ ناظم ونپرتیؒ کا انتقال مورخہ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ م ۷ مارچ ۱۹۴۵ء بروز پنجشنبہ بنگلہ قریشی صاحب بنجارہ ہلز حیدرآباد میں ہوا۔ احقر شرکت نہ کرسکا تدفین عقب معظم جاہی مارکٹ دائرہ بغدادی صاحب میں ہوئی قبر کے چار طرف چار پتھر کے سل بچھادئے گئے تھے قبر پر مٹی ڈال دی گئی تھی کتبہ وغیرہ کچھ نہ تھا عرصہ کے بعد حضرت کے صاحبزادہ مولانا مسعودالحسن صاحب نے نام اور تاریخ کا کتبہ لگوایا اب وہ کتبہ موجود ہے۔

حضرت کی وفات کے بعد اکثر لوگوں نے اور خصوصیت سے احقر نے حضرت سید حسن صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضری دینا شروع کردی اور حضرت سے استفادہ شروع کردیا جب بھی موقعہ ملتا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوجایا کرتا عبدالواحد صاحب، ناظم علی صاحب، واجد علی شاہ صاحب مرید مولانا غوثی شاہ صاحب، مولانا ضمیرالدین صاحب، امام وخطیب جامع مسجد نظام آباد، مولانا جمیل احمد صاحب، رکن جمیعت العلماء اندھراپردیش، محمد حسین صاحب اظہر منتظم حج میوزیم چنچل گوڑہ مولانا عبدالحق صاحب محبوبنگری معلم ادارہ شرقیہ، مولانا محبوب حسین صاحب محبوب والد الطاف حسین صاحب کامل جامعہ نظامیہ وامام وخطیب مسجد مردمنور حیدرآباد۔ مولانا عبدالستار صاحب اور بعض دیگر احباب کو احقر نے سید صاحب کی محفل میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ حضرت سید صاحب کے مکان میں ایک ایسی محفل میں شرکت کا موقع ملا جس میں ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب، جمیل احمد صاحب، صابر میاں صاحب اور خود حضرت مولانا محمد حسین صاحب تشریف فرما تھے مختلف دنوں میں مختلف احباب کے گھروں میں یہ بیٹھکیں چل رہی تھیں کبھی کسی کے گھر میں اور کبھی کسی کے گھر میں یہ محفل ہوا کرتی تھی کہیں کھارا کہیں بسکٹ کہیں پھل

کہیں میٹھا کھایا جاتا اور چائے نوشی ہوا کرتی حسب موقع کوئی اپنا حال بیان کرتا دیگر احباب ان پر تبصرہ کرتے یہ تبصرہ حضرت ہی کے سامنے ہوا کرتا۔ حضرت سید حسن صاحب قبلہ لوگوں کے حاضر ہوتے ہی بیان شروع کرتے حسب حال بات شروع ہو جاتی دل کھول کر بیان فرماتے صاف معلوم ہوتا کہ واردات قلبی ہیں مشہور تھا کہ حضرت کے اوپر قرآن کھلا ہوا ہے۔

اڈیکمیٹ کے محلے میں حضرت کے بیانات ہوئے جامعہ عثمانیہ کے بعض پروفیسر شریک رہے بلکہ صدر شعبہ عربی جامعہ عثمانیہ مولوی عبدالمعید خان صاحب نے بھی حضرت کو سنا خان صاحب کا ایک مقولہ سنا گیا تھا کہ میں نے ڈیڑھ سو سے زائد تفاسیر پڑھیں ہیں لیکن سید صاحب کی قرآنی تفسیر کہیں نظر نہیں آئی ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب کے ایک مغربی دوست جو محقق ڈاکٹر اور علوم قرآنی کے ماہر۔ صرف انگریزی داں حیدرآباد آئے ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب نے انکی ملاقات سید صاحب سے کروائی حضرت نے ان سے صرف I اور مائی MY پر دس منٹ گفتگو فرمائی مغربی محقق صاحب نے یہ فرمایا کہ آج تک میں نے پوری عمر میں کسی ایسے آدمی سے ملاقات نہیں کی بس یہ پہلے آدمی ہیں۔

جو بھی حضرت سے ملتا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا بہت سے تبلیغی اکابر بھی حضرت سے ملاقات کر چکے تھے اور حضرت کو سن چکے تھے ان میں مولانا رحمت اللہ صاحب فاضل دہلوی بھی شریک ہیں۔

مولانا رحمت اللہ صاحب کو احقر نے سید صاحب کے مکان میں دو تین مرتبہ دیکھا ہے ایک مرتبہ احقر سے سید صاحب نے یہاں تک کہا کہ مولانا رحمت اللہ صاحب پھر آنے کا وعدہ کر گئے ہیں لیکن تشریف نہیں لائے ایک مرتبہ حضرت نے بیان فرمایا کہا کہ اکثر بغیر کسی توجہ کے اشیاء کو دیکھتے ہی قرآنی آیات دل میں اتر جاتی

ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آفاق و انفس میں قرآن کھلا ہوا ہے تقریباً تمام مسائل میں حضرت سید صاحب کو شرح صدر حاصل تھا آخری زمانے میں حضرت کی بینائی بالکل زائل ہوگئی تھی لیکن رات دن حسب ضرورت بلا تکلف بیت الخلا اور طہارت خانہ آیا جایا کرتے تھے اس سلسلہ میں حضرت نے احقر سے ایک واردات بیان فرمائی، ارشاد فرمایا کہ رات میں نیند سے بیدار ہوا طہارت خانہ جانا تھا لیکن کدھر جاؤں یہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا اتنے میں حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ اندھاپن ہی تو میری صفت ہے اتنا کہتے ہی شمعیں روشن ہوگئیں اور اٹھ کر بیت الخلا سے فارغ ہو آیا نمونہ کے طور پر ایک بات اگئی ورنہ معلوم نہیں اور ایسے کتنے واقعات ہو چکے ہیں ایک مرتبہ حضرت کے ساتھ چنچل گوڑہ کے مکان سے مسجد جارہا تھا سرورِ عالم ﷺ کے معجزہ کا ذکر آیا کہ آپؐ جیسے آگے دیکھتے تھے ویسے ہی پیچھے سے دیکھتے تھے اس پر فرمایا کہ حضور ﷺ تو بڑی چیز ہیں یہ بات آنحضور ﷺ کے غلاموں کو بھی حاصل ہے یہ بھی ایک نمونہ کی بات ہے اور نہ معلوم اور کیا کیا غلاموں کو حاصل تھا حضرت۔ صاحب توجہ تھے حضرت حیدرآباد میں توجہ فرماتے اور ہم مختلف اضلاع میں اور تعلقات میں محسوس کرتے حضرت قبلہ کے ساتھ احقر نے منڈری کا دو تین مرتبہ سفر کیا ہے۔

دوران سفر میں ایک مرتبہ مولوی قادر محی الدین صاحب منتظم انجمن خادم المسلمین حضرت سید صاحب سے ونپرتی میں ملاقات کی تھی ملتانی صاحب نے اسی سفر میں حضرت سید صاحب سے ملاقات کی تھی، احقر بھی ساتھ تھا موصوف نے ایک دن فرمایا تھا کہ ھل من خالق قرآن میں ہے کیا؟

احقر نے کہا ہاں ہے موجود ہے مولوی ملتانی صاحب کا راستہ ذکر کا راستہ حضرت کا راستہ فکر کا راستہ وہ ذکر کا راستہ اور یہ فکر کا راستہ یہ علم وفکر کا راستہ دوسروں پر حیرت طاری کردیتا ہے۔

سید صاحب کا پہلا رسالہ ؛ انسان اور قرآن ؛ ۷۴ صفحات کا شائع ہوگیا دوسرا رسالہ ؛ صالحیت ؛ بھی شائع ہو گیا تھا اس کے بعد کسی اور رسالہ کی اشاعت حضرت کی مجھے یاد نہیں ہے حضرت کے صاحبزادہ اسی سال حج وزیارت سے فارغ ہو گئے اور مسجد پلٹن خاص ملک پیٹھ کے مغربی حصہ میں تھوڑا فاصلہ پر اپنے پختہ بنگلہ میں مقیم ہیں احقر اپنی کتاب ؛ تبرکات حرمین ؛ کی اشاعت کے بعد حضرت کے مکان کو جا کر صاحبزادہ موصوف کی خدمت میں ہدیۃ پیش کیا حضرت نے بڑی خوشی سے قبول فرمایا احقر کی دوسری کتابیں بھی صاحبزادہ موصوف کی خدمت میں پیش کی جا چکی ہیں

حضرت کے خلفاء کے نام حسب ذیل ہیں

۱) صاحبزادہ سید اسد صاحب حیدرآباد

۲) ناظم علی صاحب حیدرآباد

۳) قدرت اللہ صاحب ناگپور

۴) غلام محمد مغل گدھوئی حال مقیم حیدرآباد

سید صاحب قبلہ کی خدمت میں رجوع کے بعد خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا مختلف مقامات سے ہم اپنے احوال لکھتے حضرت ان کے جوابات تحریر فرماتے حضرت کے بہت عارفانہ دلکش اور دلنشین تفہیم ہوتی دل میں اتر جاتی بر دل ریزد، واقعہ نفس الامری کا تھا، تصوف اور سلوک کے بے شمار مسائل بہت آسانی کے ساتھ سمجھ میں آجاتے۔

احقر کے پاس حضرت سید صاحب کے بہت سے خطوط محفوظ ہیں اور ان کو چھپانے کا بھی ارادہ ہے اور بہت سے احباب کا تقاضا بھی ہے سید صاحب قبلہ ہومیو پیتھک علاج بھی کرتے تھے احقر نے محمد یحیٰی صاحب کی اہلیہ کے علاج کے سلسلہ میں حضرت سے مشورہ بھی کیا تھا ہومیو پیتھک کے سلسلہ میں حضرت کا مطالعہ بہت وسیع

اور گہرا تھا بہت سے دواخانوں سے واپس شدہ مایوس مریضوں نے حضرت کے علاج سے حیرت انگیز طور پر شفا پائی حضرت اپنی طرف سے علاج مفت کر دیا کرتے اگر کوئی مریض اپنی طرف سے ہدیہ دیتا تو قبول فرما لیتے بعض صورتوں میں مایوس مریض صحت یاب ہو کر احسان فراموش ہوتے ہوئے بھی دیکھے گئے آخری زمانہ میں بصارت کمزور ہونے کے باوجود اندازہ سے علاج فرماتے رہے یا کوئی صاحب موجود ہوتے تو حضرت ان کو گولیاں نکالنے کو فرماتے اور استعمال کا طریقہ بتا دیتے۔ حیدر آباد میں ہومیو پیتھک کے سرکاری دواخانہ کے پرنسپل ڈاکٹر قریشی صاحب تھے حضرت قبلہ کی ڈاکٹر صاحب سے ملاقات تھی حضرت نے ان سے ایک مریضہ کا ذکر کیا اور اپنی تجویز کردہ دوا کا نام سنایا تو معلوم ہوا کہ قریشی صاحب پر سناٹا چھا گیا اور حیرت سے سید صاب کا منہ تکنے لگے احقر کے نزدیک یہ علاج الہامی تھا اس قسم کے بہت سے علاج اور بھی ہو سکتے تھے حضرت قبلہ ہومیو پیتھک دوائیں اینکر اینڈ کمپنی کلکتہ سے منگواتے اس وقت ہومیو پیتھک علاج بہت کم رائج تھا حضرت قبلہ کی زندگی کا ایک نمایاں اور اہم پہلو امانت داری تھا اکثر لوگ حضرت کے پاس لا کر امانتیں رکھتے بعض بتا کر رکھتے اور بعض پوشیدہ بھی رکھی جاتیں۔

مختصر سوانح حیات، حضرت، شاہ سید حسن قادری علیہ الرحمہ

حضرت کا اسم مبارک سید حسن اور آپ کے والد محترم کا اسم شریف سید اسد اللہ قادریؒ تھا حضرت ممدوحؒ کی ولادت بمقام ادھونی ضلع کرنول بماہ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ میں ہوئی۔

آپ کا سلسلہ نسب قادریہ ہے جو حضرت شاہ سید قدرت اللہ قادریؒ سے چوتھی پشت میں ملتا ہے جن کا مزار موضع بام پور ضلع کرنول میں واقع ہے اور جو حضرت شاہ سید ظہیرلدین قادریؒ کے صاحبزادہ ہیں جن کا مزار کنکال ضلع بیجا پور میں واقع ہے اور جن کا سلسلہ بیسویں پشت میں حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ سے ملتا ہے۔

حضرت کی ابتدائی تعلیم زیر نگرانی افضل العلماء حضرت سید محبوب پیر حسینیؒ ہوئی جو حضرت کے حقیقی ماموں تھے والد ماجد کے ساتھ حیدر آباد منتقلی کے بعد حضرت ممدوح کی تعلیم مدرسہ دار العلوم حیدر آباد میں منشی تک ہوئی جہاں شاہ سید تاج الدین قادریؒ اور سید احمد حسینؒ امجد جیسے صوفی فاضل اساتذہ سے استفادہ کا موقع ملا جس کا حضرت ممدوح ذکر فرمایا کرتے تھے حضرت شاہ سید تاج الدین قادریؒ جو رشتہ میں حضرت کے ماموں بھی تھے بعد میں مدرسہ نظامیہ میں استاد بھی رہے تھے۔

حضرت کا عقد ۱۳۳۰ھ میں دختر جناب سید محمد بادشاہ حسینی صاحب سے ہوا جن کا سلسلہ نسب حضرت خواجہ بندہ نواز حسینیؒ گلبرگہ شریف سے ملتا ہے اسی زمانہ میں والد ماجد نے بیعت وخلافت سے سرفراز فرمایا حضرت نے محکمہ معتمدی فوج میں ملازمت اختیار کی اسی دوران حضرت کے پہلے فرزند شوال ۱۳۳۲ھ میں تولد ہوئے جن کا وصال تین سال کی عمر ہی میں ہوگیا حضرت کے والد ماجد کا وصال صفر ۱۳۳۳ھ میں ہوا شوال ۱۳۳۵ھ حضرت کے دوسرے فرزند سید اسد اللہ قادری صاحب تولد ہوئے۔ حضرت کی عمر کے چالیسویں سال اسرار حق کا ورود ہوا جسکی تسکین کیلئے اکثر آپ بابا شرف الدینؒ حضرت یوسف صاحبؒ وشریف صاحبؒ اور حضرت خواجہ بندہ نوازؒ (گلبرگہ شریف)

کی درگاہوں پر حاضر ہوا کرتے تھے چنانچہ ۱۴ رجب ۱۳۵۱ھ روز پنجشنبہ بدرگاہ حضرت سید محمد گیسو درازؒ حاضری کے موقع پر یکدم فضل ایزدی ہوا فیض اویسیت کے طور پر یعنی روح پر ایک دم جذبات الٰہی سے ایک جذبہ طاری رہا اسی وقت سے حال بدلا یہ خاص فضل ہوا سببی طور پر رہبری ہوئی رفتہ رفتہ حضرت الحاج مولانا ومرشدنا شیخ محمد حسین صاحبؒ کی خدمت فیض درجت میں حاضر رہا کرتے تھے۔

یہاں سے فیض ملا اور سرفرازی ہوئی اور بتاریخ ۲۰ / رجب ۱۳۵۲ھ بروز پنجشنبہ بوقت نو ساعت شب بیعت ثانی حاصل کی گئی اس کے بعد مولانا محترمؒ نے بعد استخارہ بتاریخ ۷/ محرم ۱۳۵۳ھ بروز یکشنبہ خلافت سے سرفراز فرمایا اس سلسلہ میں حضرت کا مقام حضرت غوث الاعظمؒ کے بعد چھبیسواں ہے

اکثر حضرت محمد حسین صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے اس طرح تدریسی سلسلہ جاری رہا اس کے علاوہ حضرت محمد حسین صاحب قبلہؒ کے خلفاء کی خصوصی مجلسوں میں شرکت ہوتی تھی جن کو بڑے حضرت قبلہؒ کی موجودگی میں بعض مرتبہ حضرت ممدوح بھی مخاطب فرمایا کرتے تھے ان خلفاء میں قابل ذکر جناب محمد یار جنگ قریشی جناب الیاس برنی ڈاکٹر میر ولی الدین اور جناب جمیل الدین احمد اور جناب عبدالقادر صاحب ہیں۔

حضرت ممدوحؒ ۱۳۵۷ھ میں بغرض حج و زیارت تشریف لے گئے آپ کی ہمراہی میں جناب محمود یار جنگ قریشی اور ان کی اہلیہ محترمہ بھی تھیں حج سے واپسی کے بعد تیس سالہ مدت ملازمت پوری ہو جانے پر (۵۵) سالہ عمر شریف سے قبل ہی ملازمت سے وظیفہ حاصل کر لیا گیا پورا وقت درس و تدریس میں گذرتا تھا حضرت کی تعلیمات کا خصوصی موضوع ۔۔ تفہیمات کلمۂ طیبہ،، ہوا کرتا تھا ہر اتوار کو صبح مولانا جمیل الدین احمد صاحب کی خواہش پر موصوف کے مکان پر جو درس حدیث کی مجلس منعقد ہوتی تھی اس کو حضرت ممدوحؒ بھی مخاطب فرماتے تھے۔ اکثر مسجد دولہے خان نواب چنچل گوڑہ میں حضرت کا بیان ہوتا تھا ہر جمعرات مخصوص ہمعصر خلفاء کی مجلسیں بعد نماز مغرب منعقد ہوا کرتی تھیں جن کو خاص طور پر حضرت ممدوحؒ مخاطب فرمایا کرتے تھے بینائی کی کمزوری کی وجہ سے اتوار کی محفل گھر پر منعقد ہونے لگی ہر پنجشنبہ بعد ظہر مستورات کو بھی حضرت ممدوحؒ مخاطب فرمایا کرتے تھے معتقدین کی کثیر تعداد ان مجلسوں میں شریک ہوا کرتی تھی۔

حضرت کے قابل ذکر خلفاء یہ ہیں

(۱) جناب صوفی غلام محمد صاحب (مغل گدہ)

(۲) جناب سید عبد الجبار صاحب (۳) جناب قدرت اللہ صاحب۔

(۴) جناب سید ناظم علی صاحب (۵) جناب سید عبد القیوم صاحب

(۶) جناب سید امین الدین صاحب حسینی

اس کے علاوہ خصوصی استفادہ کرنے والوں میں ڈاکٹر عبد المعید صاحب صدر شعبہ عربی عثمانیہ یونیورسٹی۔

جناب سید تقی الدین صاحب معتمد۔ جناب سید علی ہاشمی صاحب نائب معتمد جناب غوث محمد خان صاحب۔ جناب مولانا شریف حسین صاحب کانپوری جناب حامد علی صاحب۔۔ جناب عبد السمیع صاحب

جناب حبیب محمد صاحب گتہ دار۔ جناب پروفیسر شیخ نصیب خان صاحب۔ بھی ہیں

حضرت ممدوحؒ نے بارہ ۱۲/ ربیع الاول ۱۳۷۷ھ کو اپنے فرزندار جمند جناب سید شاہ اسد اللہ قادری صاحب کو بیعت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

حضرت ممدوحؒ کا انتقال ۸/ شوال المکرّم بروز یکشنبہ ۱۳۸۰ھ کو صبح ساڑھے پانچ بجے ہوا اور روبرو مسجد بخاریؒ سعید آباد میں تدفین عمل میں آئی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

تعارف

حضرت مولانا محمد حسین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ

حضرت مولانا محمد حسین صاحب قبلہ کو پہلی مرتبہ مغل گدہ میں دیکھا تھا۔احقر مڈل اسکول میں زیر تعلیم تھا۔

مولوی محمد جعفر صاحب صدر مدرس تھے حافظ عزیز الرحمن صاحب اور مولوی احمد شریف صاحب وغیرہ مدرسہ مغل گدہ میں کارگذار تھے مولوی عبدالقادر صاحب منشی (اہل کار) مدرسہ تھے دفتری کاروبار موصوف کے تفویض تھے عبدالقادر صاحب مدرس کے صاحبزادہ جامعہ عثمانیہ میں ملازم تھے عبدالرزاق نام تھا عبدالرزاق صاحب نے مولانا محمد حسین صاحب قبلہ سے بیعت کرلی تھی اور مغل گدہ اپنے والد صاحب کو اپنے حضرت سے بیعت کروانے کے لئے لیکر آئے تھے محمد حسین صاحب کا قیام عبدالقادر صاحب ہی کے مکان میں تھا وہیں سب ملاقات کرتے رہے احقر نے بھی اسی مکان میں حضرت سے پہلی مرتبہ ملاقات کی محمد جعفر صاحب حافظ عزیز الرحمن صاحب مولوی احمد شریف صاحب اور دیگر اساتذہ آبادی کے حضرات ۔مولانا محمد حسین صاحب سے ملاقات کرتے رہے لوگ آتے ہی حضرت بیان شروع کردیتے مولوی محمد جعفر صاحب مولوی کامل نظامیہ تھے حضرت کو سن کر اپنے

تا ئثر کا اظہار فرمایا تھا کہ مولانا محمد حسین صاحب قبلہ بہت وسیع العلم ہیں بعد میں معلوم ہوا ہوگا کہ رفیع الحال بھی ہیں احقر کا ابتدائی زمانہ تھا دلچسپی سے سنتا رہا مولوی محبوب حسین صاحب منشی ٹپہ بھی حضرت محمد حسین صاحب کو جانتے تھے حضرت بھی منشی صاحب سے واقف تھے۔

حضرت محبوب حسین صاحب پہلے ادھونی کے مشائخ صاحبان کے مرید تھے ان کا ذکر و شغل شروع ہو چکا تھا اور، اوراد، و، وظائف اور عملیات بھی شروع ہو چکے تھے پھر کچھ عرصہ بعد حضرت شاہ محمد صاحب صدیقی پہاڑی کی طرف رجوع ہو گئے اور ذکر و شغل فرمایا حضرت شاہ محمد صاحب صدیقی نے حضرت محبوب حسین صاحب کو باضابطہ اجازت بھی دے دی تھی خواجہ پہاڑی میں عطاء خلافت کی اس تقریب میں احقر بھی شریک تھا کالے رنگ کا عمامہ اسی وقت باندھا گیا تھا اس کے بعد مولانا محبوب حسین صاحب اکثر کالا شملہ باندھا کرتے تھے کچھ عرصہ بعد مولانا محبوب حسین صاحب کا تبادلہ ونپرتی پر ہوا، اور وہاں حضرت محمد حسین صاحب سے ملاقات ہوئی اور حضرت سے گہرا تعلق ہو گیا اور حضرت کی مجلسوں سے استفادہ شروع ہو گیا علمی مسائل سامنے آئے اور طمانیت قلبی حاصل ہوئی مشائخ آدھونی سے مسائل سنے لیکن سمجھنے کا موقع نہ ملا تھا اور شاہ محمد صاحب صدیقی سے اعیان ثابتہ عین ہیں یا غیر۔ مخلوق ہیں یا غیر مخلوق ان مسائل میں تشفی نہیں ہو سکی تھی ان مسائل میں حضرت محمد حسین صاحب کی خدمت میں اطمینان کلی نصیب ہوا، اور سیر حاصل معلومات ملے اس سلسلہ میں کئی مرتبہ مولوی محبوب حسین صاحب نے احقر سے کہا کہ خطیب صاحب (یہ احقر کا خاندانی نام تھا)۔

سچی بات تو یہ ہے کہ میں حضرت محمد حسین صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوا بیشمار علماء و مشائخ سے ان مسائل پر گفتگو کر چکا ہوں کہیں تشفی نہ ہو سکی مسئلہ تقدیر بھی

اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی آخر میں مولانا محبوب حسین صاحب نے حضرت محمد حسین صاحب سے گہرا تعلق پیدا کر لیا تھا اور حضرت محمد حسین صاحب نے مولانا محبوب حسین صاحب کو زبانی اجازت بھی دے دی تھی مولانا محبوب حسین صاحب نے احقر کو تحریری خلافت نامہ عنایت فرمایا۔

حضرت محمد حسین صاحب جب مغل گدہ تشریف لائے اور عبد القادر مدرس کے مکان میں ٹھیرے ہوئے تھے تو اسی وقت احقر کے ساتھ مولوی جہانگیر صاحب بھی ملاقات کیلئے حاضر ہوئے موصوف احقر کے ساتھ محبوب حسین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے اور کچھ ذکر بھی کیا کرتے اب مولانا محمد حسین صاحب سے ملاقات ہوئی تو حضرت نے ان سے بات چیت فرمائی حالات دریافت کئے نام پوچھا تو انہوں نے اپنا نام غلام جہانگیر بتلایا یہ سن کر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ آپ جہانگیر بادشاہ کے غلام ہیں ؟ ۔۔ میں تمہارا نام بدل کر عبد الرحمن رکھتا ہوں تمام احباب کو توجہ دلائی گئی۔

کہ سب احباب ان کو عبد الرحمن پکاریں گے دوسری مرتبہ عبد الرحمن صاحب نے حضرت ناظم صاحب سے ملاقات کی تو حضرت نے پوچھا کہ کیا آپ بیعت کرنا چاہتے ہیں موصوف نے سمجھا کہ بحث کرنا چاہتے ہیں پوچھ رہے ہیں اس لئے جواب دیا کہ میں بحث کرنا نہیں چاہتا حضرت سن کر خاموش ہو گئے یہ احقر کی حضرت سے پہلی ملاقات تھی بعد میں عبد الرحمن صاحب کے ساتھ حیدر آباد کی آمد و رفت شروع ہوئی اور حضرت کے گھر پر ملاقاتیں ہوتی رہیں مولوی عبد الرحمن صاحب تو کچھ دن حضرت ناظم صاحب کے مکان ہی میں قیام پذیر تھے اور ایک خانگی یا سرکاری ملازمت بھی کرتے تھے اس طرح عبد الرحمن صاحب کو حضرت ناظم صاحب کی خدمت میں رہنے کا ایک بہترین موقع مل گیا احقر کبھی کبھی حضرت کی خدمت میں

حاضر ہوا کرتا اور ۲۷ رمضان المبارک سہ شنبہ میں احقر نے حضرت محمد حسین صاحب سے بیعت کرلی اس دور میں حضرت ناظم صاحب کے مکان کو آنے جانے والے حضرات میں مولوی سید حسن صاحب۔ مولوی جمیل احمد صاحب۔ ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب۔ صابر میاں صاحب۔ عبدالخالق صاحب۔ الیاس برنی صاحب۔ عبدالحلیم صاحب۔ غلام دستگیر صاحب۔ رشید صاحب۔ مولانا مناظر احسن گیلانیؒ صاحب۔ خاص طور پر قابل ذکر ہیں

ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب کی بیعت کی مجلس میں احقر شریک رہا مٹھائی منگوائی اور حضرت کے سامنے پیش کی گئی حضرت نے مٹھائی کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ میں نے دیکھ لیا اسکے بعد مٹھائی تقسیم ہوئی مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ بیعت سے پہلے ڈاکٹر ولی الدین صاحب نے حضرت محمد حسین صاحب قبلہ سے تین مہینے تک بحث و مباحثہ کیا تھا اور آخر میں بیعت کرلی تھی ان دنوں احقر بھی ڈاکٹر صاحب کے ساتھ خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔ جن حضرات کو محمد حسین صاحب سے خلافت ملی تھی وہ حسب ذیل ہیں

۱۔ سید حسن صاحب۔ ۲۔ جمیل احمد صاحب۔ ۳۔ ڈاکٹر میر ولی الدین صاحب ۔۴۔ مولانا مناظر احسن گیلانی صاحب۔ ۵۔ صابر میاں صاحب۔ ۶۔ الیاس برنی صاحب۔ ۷۔ مولانا فضل اللہ صاحب (موصوف نے خلافت واپس کردی تھی) ۔۸۔ مولانا اکرام علی صاحب کریم نگر۔ ۹۔ مولانا مسعود الحسن صاحب (صاحبزادہ) آخری مرتبہ حضرت سے ملاقات کر کے حیدرآباد سے مغل گدہ جا رہا تھا تو حضرت نے فرمایا تھا کہ تعطیلات کے بعد آپ آیئے ہم آپ کو خلافت دیں گے۔ اسی اثنا میں حضرت کا انتقال ہوگیا حضرت مولانا محمد حسین صاحب نے نارائن پور کے قیام کے دوران میں مولانا ضمیر الدین صاحب نقشبندی سے بیعت کرلی تھی اور ان کے بعد

بھی غالباً اور کئی مشائخ سے بیعت کی تھی اور مجاہدات اور ریاضات کافی کر چکے تھے احقر نے یہ بھی سنا تھا کہ کوئی ذکر یا شغل ایسا نہیں جو محمد حسین صاحب نے نہ کیا ہو بعض اذکار و اشغال تو الٹے لٹک کر بھی کر چکے تھے آخر میں حضرت کمال اللہ شاہ صاحب (مچھلی والے شاہ صاحب) سے ملاقات ہوئی اور یہاں عملاً یافت حق اور شہود حق نصیب ہوا۔ حضرت محمد حسین صاحب قبلہ سے احقر نے یہ بھی سنا کہ اگر یہ علم مجھے پہلے نصیب ہو جاتا تو پندرہ بیس سال کی محنت و ریاضت بچ جاتی۔ حضرت کے پاس کشف و کرامات عام اور معمولی چیزیں تھیں یافت حق و شہود حق نصیب اصل تھی ایک مرتبہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے جتنی کرامتوں کا ظہور ہوا ہے اگر وہ لوگوں کو معلوم ہو جائے تو میں بھی پہلے بزرگوں کی طرح مشہور ہو جاؤں جیسے حضرت جنیدؒ و غوث پاکؒ مشہور ہیں ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا ہے دوسری مرتبہ ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے حضرت غوث پاکؒ کو دیکھا ہے اور غوث پاکؒ نے یہ بھی فرمایا کہ آپ بزرگ ہیں۔

بے شمار حضرات کا تجربہ ہے کہ انہوں نے حضرت ناظم صاحب سے کچھ سوالات پوچھنا چاہے اور حضرت کی مجلس میں بغیر پوچھے ہی ان سارے سوالات کے جوابات مل گئے۔

حضرت نے فرمایا کہ میں نے تصوف اور سلوک کو ایسا کر دیا ہے جیسے متقدمین میں تھا اصطلاحات کو بالکل ترک کر دیا گیا ہے اور قرآن و حدیث ہی پیش نظر ہے ایک صاحب نے فرمایا کہ حضرت میں بات چیت کرنا چاہتا ہوں، بشرطیکہ آپ مولانا کی مثنوی پیش نہ فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ مثنوی پیش نہ کی جائے گی لیکن آپ قرآن و حدیث میں چوں و چرا نہ کریں۔ ونپرتی کے دور میں حضرت ناظم صاحب نے کلمۂ طیبہ کا رسالہ لکھا تھا جس میں سوال و جواب کی صورت میں دین کی ضروری

تعلیم تفصیلی آگئی تھی اس میں عوام کے بعض غلط معتقدات اور اعمال کی نشان دہی بھی کی گئی تھی ۔حضرت کی ٹھیک کتاب وسنت کی محتاط تعلیم ہی کی وجہ سے مولانا مناظر احسن گیلانیؒ اور مولانا فضل اللہ صاحب اور ڈاکٹر ولی الدین صاحب وغیرہ اور علماء دیو بند حضرت سے بہت قریب ہوگئے تھے۔

حیدرآباد کے مشائخین میں حضرت محمد حسین صاحب قبلہ کے علاوہ کوئی دوسرے شیخ ایسے نہیں ہیں جن کے سامنے علماء دیو بند نے زانوئے ادب طے کیا ہو۔

حضرت نے ارشاد فرمایا کہ سات سال بے روزگاری میں گزرے ملازمت وغیرہ کچھ نہ تھی اور گھر کے پورے اخرجات شان وشوکت کے ساتھ چلتے رہے۔ (۱)ایک مرتبہ گھر میں ٹہل رہا تھا پھاٹک بند تھی پھاٹک کے پاس پکارنے کی آواز آئی پھاٹک کھول کر دیکھا کوئی نظر نہ آیا ایک ہزار، روپے کی پوٹلی رکھی ہوئی تھی اسے گھر لایا گیا۔(۲)ایک مرتبہ گھر میں پیسوں کی ضرورت تھی دل میں صرف یہ خیال آیا کہ اللہ میں کیا ہوگیا ہوں اتنا خیال آنا تھا کہ کچھ ضرورت سے ڈسک کھولا تو اس کے اندر پورے ایک ہزار روپے جمع ہوئے تھے یہ تو نمونے کی دو باتیں ہوئیں نہیں معلوم اور کتنے واقعات ہوچکے ہوں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب علیہ الرحمہ

عالم ہست و بود میں اللہ کی سنت عامہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کو اس عالم ہست و بود میں وجود سے سرفراز فرمانے کے بعد ابدی کامیابی اور اخروی نجات کا سامان بھی مہیا فرمادیا اس کے لئے کتاب و صاحب کتاب دو چیزیں پورے اہتمام کے ساتھ روز ازل سے نازل کی جاتی رہیں۔ ہدایت کے لئے یہ دونوں چیزیں بڑی اہم اور بنیادی ہیں لیکن جب ہم کچھ غور کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کے مقابلہ میں صاحب کتاب کی زیادہ اہمیت ہے اس لئے کہ جب کبھی امت میں گمراہی عام ہونے لگے تو لوگ اپنے خالق کو بھول کر کفر وشرک کے ذریعہ خلود فی النار کے مستحق ہونے لگے تو اللہ نے پیغمبروں اور اس کے ساتھ آسمانی کتاب یا صحیفے نازل فرمائے اور کبھی بغیر کتاب کے صرف انبیاء اور رسل کو اس عظیم مقصد کیلئے مبعوث فرمایا لیکن پوری تاریخ میں کہیں ایسا نہیں ملتا کہ افراد اور صاحب کتاب کے بغیر صرف کتاب کو نازل کیا ہو اس سے

اندازہ ہوتا ہے کہ افراد کی بہت اہمیت ہے جیسا کہ قرآن مجید میں کئی ایک آیات سے افراد کی اہمیت واضح ہوتی ہے چنانچہ صراط مستقیم کی نشاندہی کی گئی تو افراد سے کی گئی فرمایا صراط الذین انعمت علیہم ۔اور اتباع کا حکم ملا تو افراد کے ذریعہ ارشاد ربانی ہے اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ ۔مزید اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُو الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۔ کسی کو اپنا رہبر اور پیشوا بنانا مقصود ہو تو افراد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا گیا وَاتَّبِعُ السَّبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۔ چنانچہ خاتم المرسلین ﷺ کے صرف چہرۂ انور کو دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہونے والے صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی تعداد ہے۔

نبیٔ رحمت ﷺ کے بعد بھی اس دنیا میں ہدایت کے عام کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے چنندہ بندوں کو استعمال فرمایا مختلف میدانوں میں افراد کی اشاعت دین کے حوالہ سے نمایاں خدمات رہیں۔ مفسرین کرام۔ محدثین عظام۔ ائمہ مجتہدین وغیرہ کی جہاں بے پناہ خدمات کا اس امت پر احسان عظیم ہے وہیں شریعت وطریقت کے ماہر مشائخین اور اولیاء عظام جن کے سلسلہ کو اللہ نے فروغ دیا وہ چار مشہور سلسلے ہیں سلاسل اربعہ میں سلسلۂ قادریہ کی کیا تعلیمات ہیں وہ محتاج تعارف نہیں اسی سلسلہ قادریہ سے منسلک اور روح رواں سلسلہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ قادریت کی ایک شاخ ہندوستان میں،،سلسلہ کمالیہ،، ہے۔ دراصل سلسلہ قادریہ کے مشائخ بخارا سے ہندوستان تشریف لائے کڑپہ اور راچوٹی سے ٹیپو سلطان شہید کی طلب پر قادریت کا یہ فیضان سلسلہ کے پانچویں پشت کے ایک مشہور بزرگ کمال الدین ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ ریاست میسور پہنچا بعدہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے شاہ محمود اللہ بخاری کے ذریعہ حیدرآباد دکن کو معمور فرمایا۔ مؤخر الذکر بزرگ کے خلفاء میں ایک مشہور خلیفہ حضرت شاہ کمال جو(مچھلی والے شاہ) صاحب کے نام سے معروف ہیں اور آپ سے کسب فیض کرنے والوں میں حضرت محمد حسین صاحب (ناظم عدالت سمستھان ونپرتی)

رحمۃ اللہ علیہ سرفہرست ہیں یہی وہی ناشر سرظہور شخصیت ہیں کہ آنمحترم کا وجود سر زمین دکن میں کتاب وسنت کے علوم صیحہ اسرار ومعارف اور حقائق کا ایک ابر کرم تھا جو عوام ۔ وخواص، علماء، ومشائخین ،اور۔ امراء۔ ورؤساء۔

پر برستا رہا ہر ایک نے اپنے ظرف واستعداد کے موافق استفادہ کیا۔اس عظیم المرتبت اور بزرگ شخص کے خلفاء کے بارے میں محترم عبدالقیوم صاحب جاوید مدظلہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت کے خلفاء میں حضرت سید حسن قادری مولانا مناظر احسن گیلانی حضرت الیاس برنی ڈاکٹر میر ولی الدین رحمھم اللہ تعالیٰ شامل ہیں

(۱) اور ہم عارف باللہ، اہل دل بزرگ، واقف از راز ملکوت وجبروت، واعظ باعمل ،صوفی صافی ،حامیٔ سنت ، ماحیٔ بدعت ،ستودہ صفات کی حامل شخصیت مولانا غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کچھ باتیں صفحۂ قرطاس پر لانا چاہتے ہیں، انھوں نے بھی اسی سرچشمۂ فیضان سے انوار وفیوض وتعلیم وتربیت حاصل کی اور اکتساب فیض کیا ہے جس کا تذکرہ آنمحترم نے اپنی مشہور منظوم تصنیف ،،کلام غلام،، کی ابتداء میں کیا ہے کہ احقر حضرت مولانا محمد حسین صاحب۔

کی خدمت میں حاضر ہوا اور شب شنبہ شب قدر رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ میں بیعت سے سرفراز ہوا۔

(۲) تفصیلی تعارف وخدمات کا تذکرہ کرنے سے پہلے جامع اور مختصر تعارف شہر کے مشہور واعظ باعمل امیر ملت اسلامیہ اندھرا پردیش حضرت مولانا حمید الدین عاقلؔ حسامی دامت برکاتہم العالیہ کے حوالہ سے پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے ۔فرماتے ہیں کہ موصوف ایک صاحب سلسلہ بزرگ ہیں جن کے ہزاروں مریدین اور معتقدین مختلف مقامات پر پھیلے ہوئے ہیں ۔مولانا موصوف کے دست حق پرست پر ان گنت گمراہوں اور کفر وضلالت کی تاریکیوں میں بھٹکنے والوں نے بیعت

کر کے اپنی عاقبت روشن کی مولانا بڑے خوش اخلاق اور سادگی پسند، متواضع، منکسر المزاج، اور خاموش دین وملت کے خدمت گذار ہیں (۳) حضرت کے ایک خلیفہ عبدالقیوم جاوید مدظلہ، نے ان وقیع الفاظ میں اپنے مرشد روحانی کا تذکرہ کیا ہے سلسلہ سکمالیہ کا چشم وچراغ ایک اللہ والا جس کی ہر حرکت،، لا الہ الا اللہ،، کی وجدانی تشریح یا پھر محمد رسول اللہ کی عملی توضیح ہے جس کی سفر پسند طبیعت کے لیئے قطرۂ سیماب کی تشبیہ پھیکی اور دقت طلبی کے سامنے چاند پیاؤں کے عزائم ماند ہیں جس کی برق نگاہی نے کتنی ہی آنکھوں کو بصیرت عطاء کی، جس کے جذب محبت نے کتنے ہی دلوں کو مسخر کر رکھا ہے اور جس کی مسیحا نفسی نے کتنے ہی مردہ دلوں کو حیات نو بخشی ہے۔ (۴) اسی عارف باللہ کی خاموش انقلابی زندگی کے کچھ اہم گوشے واضح کرنا چاہتے ہیں کیونکہ تفصیلات ایک مستقل تصنیف کی متقاضی ہیں اس بندۂ کامل کے تعارف میں سب سے پہلے المحترم کا اپنے تعارف کے حوالہ سے کہا گیا ایک شعر نقل کیا جاتا ہے

ے میں غلام ہوں مجھے علم کیا جو بنائے وہ وہی بن گیا
مجھے جانتے تو ہیں سب مگر میں ابھی ہوں پردۂ راز میں

حلیہ، سوانح نگاروں کا یہ اسلوب رہا ہے کہ وہ بھی کسی معزز شخصیت کا سوانحی خاکہ میں مرتب کرتے ہیں تو جہاں اس کی سیرت باطنہ اور خدمات اور کارنامے ذکر کرتے ہیں تو وہیں وہ ظاہری شکل وصورت حلیہ اور خاندانی معیار کا تذکرہ بھی بہت ہی اہمیت کے ساتھ کرتے ہیں اس لئے ہم خانوادۂ صوفی کے چشم وچراغ حضرت قبلہ کے خلف اکبر وجانشین کے حوالے سے حضرت کا حلیہ بیان کرتے ہیں۔

آنکھوں میں نور حق کی چمک، چہرہ بارعب ونورانی، سر میں خم دار زلفیں، بھوئیں پیوستہ اور گھنی، ناک اونچی قدسی، گندمی رنگ، منہ تراشیدہ، ریش مبارک

معیار سنت کو دکھانے والی، قد موزوں، معتدل القامت، کسب و رہب دونوں سے بنا بنایا ورزشی جسم، سادہ لباس میں ملبوس، کلی دار کرتہ پاجامہ، اکثر و بیشتر پیوند لگے ہوئے کپڑے، سر پر گول ٹوپی، مسنون عمامہ، ہاتھ کشادہ، دل سخی، نظر وسیع، سینہ انوار کا گنجینہ تھا، اور ضروری اشیا ہمیشہ ساتھ رہتی تھیں، زندگی مرتب و با سلیقہ تھی، حکمت باطنی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، حکمت ظاہری سے بقدر ضرورت واقفیت تھی، ولادت اپنی خود نوشت سوانح حیات کے مطابق شب جمعہ رجب ۱۳۲۳ھ ۹ بجے حیدر آباد دکن کے ایک گوشہ تعلقہ کلواکرتی کے ایک موضع کوٹرہ۔

میں ولادت با سعادت ہوئی، چند سال اسی موضع میں قیام رہا، اس کے بعد مغل گدہ میں قیام عمل میں آیا، یہاں چند دنوں کی سکونت ۱۳۸۹ھ رمضان المبارک م ڈسمبر ۱۹۶۹ء میں علم و ادب کے مرکز حیدر آباد منتقل ہوئے، اور مستقل قیام حیدر آباد میں رہا۔ تعلیم؛ قرآن مجید کی تعلیم اپنے نانا حضرت مولوی عبد الرحمن صاحب خطیب و قاضی مغل گدہ سے گھر پر حاصل کی، قرآن مجید کی تعلیم شروع کئے ہوئے چند دن ہی ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے لبریز مہینہ رمضان المبارک سایہ فگن ہوا۔ یہ بات سب پر عیاں ہے کہ رمضان المبارک کو قرآن مجید سے خصوصی نسبت ہے چنانچہ آپ ہر دن سحر کرنے کے بعد رضائی اوڑھے ہوئے قرآن مجید لیکر نانا حضرت کے روبرو بیٹھ جاتے اور پڑھنے لگتے اور وہ سنتے جہاں غلطی ہوتی بتا دیتے اس طرح پورے رمضان میں قرآن مجید کی تکمیل ہوگئی۔ اس کے بعد ابتدائی تعلیم مدرسہ وسطانیہ مغل گدہ میں ہوئی جہاں اپ نے کئی ایک نامور اساتذہ سے استفادہ کیا۔ اپریل ۱۹۳۷ء میں مڈل بورڈ امتحان میں شرکت کر کے کامیابی حاصل کی۔ چند دنوں تک تعلیمی سلسلہ موقوف رہا اس کے بعد مولانا حمید الدین صاحب قمر فاروقی کے ادارہ شرقیہ میں شریک ہوکر رجب ۱۹۳۷ء میں امتحان جماعت منشی پنجاب کی تیاری شروع کردی۔

اس کے بعد اگلے سال ۱۶؍صفر ۱۳۵۷ھ م ۱۴؍اپریل ۱۹۳۸ء میں امتحان دیا اور بدرجہ دُوم کامیابی حاصل کی۔

سفر لاہور منشی پنجاب کے امتحان کیلئے

سفر لاہور کی مکمل داستان سفر بڑے دلچسپ انداز میں آئینۂ غلام میں بیان کیا ہے جو عبرت سے پر اور نصیحت آمیز ہے برائے دہلی لاہور کے سفر کا آغاز ہوا اور دہلی میں کچھ دیر قیام کے دوران حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت صوفی سرمد رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دینے کو اپنی سعادت سمجھ کر تشریف لے گئے ،اس کے بعد لاہور پہونچے اور یہاں صاحب کشف المحجوب حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی مزار پر حاضری دی اور فاتحہ پڑھی اور کچھ نوافل کی ادائیگی کا اہتمام مزار سے قریب واقع ایک مسجد میں کیا گیا،

شاعر مشرق علامہ اقبال کی مزار پر حاضری

پھر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی مزار پر حاضری دی شروع سے آپ علامہ اقبال سے اور آپ کے اشعار سے روح قرآن کے دنیاء فانی میں عام ہونے کے فکر اقبالی سے واقف تھے لیکن المحترم جس دن لاہور پہنچے اسی دن شاعر اسلام علامہ اقبال کا انتقال ہوا، اس کی اطلاع آپ کو دوسرے دن اس وقت ہوئی جب کہ لاہور کے چند جوان و بوڑھے مرثیہ پڑھتے ہوئے سڑک سے گذر رہے تھے کہ

ہائے مر گیا اقبال پیارا

جمعہ کے دن شاعر اسلام کی مزار پر حاضری کیلئے لاہور کی جامع مسجد تشریف لے گئے جس کی درودیوار سے آج بھی شاہان سلف کی عظمت ٹپکتی ہے جہاں سیڑھیوں سے متصل تازہ قبر جس پر پھول پڑے ہوئے تھے چند تختیاں لٹک رہی تھیں جس پر انتہائی موزوں اشعار کندہ کئے ہوئے تھے اس زیارت کے موقع پر اپنے احساسات کو

کس عجیب پیرائے سے بیان میں ظاہر کیا ہے ہم بعینہ اس کو یہاں نقل کرنا چاہتے ہیں نوجوان اور اس کے ساتھیوں نے قرآن ختم کیا اور اقبال کی روح کو بخشا گیا مگر وہ اس ثواب کو کیا کرے جو قرآن کو سارے عالم میں جاری وساری دیکھنا چاہتا تھا اگر ایسا ہوتا تو اسکی روح قبر میں بھی خوشی سے وجد کرنے لگ جاتی اور یقیناً اس ایصال سے ہزاروں درجہ بڑھکر ثواب اسکو اس وقت ملتا جبکہ اسکے پیام پر عمل کیا جاتا

گر تو می خواہی مسلماں زیستن

نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

اللہ کی رحمتیں نازل ہوں اس پر جس نے بادہ کہن کو جام نو میں پیش کیا جس نے محمد ﷺ کے رنگ کو رومی وغزالی کی روح سے حاصل کیا اور تفکر کی پچکاری سے سارے عالم پر چھڑک دیا

ملازمت

لاہور سے منشی پنجاب کے امتحان میں کامیابی کے ساتھ وطن لوٹنے کے بعد دو سال سنت تجارت میں مشغولی رہی اس کے بعد ۲/جون ۱۹۴۲ء کو مدرسہ تحتانیہ بادے پلی جڑ چلہ پر ابتدائی تقرر ہوا درس وتدریس کا یہ سلسلہ چلتا رہا یہ سلسلہ صرف ملازمت کی حد تک نہیں رہا بلکہ ملازمت کے ساتھ دعوت وتبلیغ کا کام بھی مستقل ہوتا رہا چنانچہ مزاج کی دینداری اور موثر دعوت وتبلیغ کی بنا پر حاسدین کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے ۲۳/مقامات پر تبادلے ہوتے رہے جس میں مریال گوڑہ، مندڑی کلاں، مغل گدہ، اور نلگنڈہ، مقامات شامل ہیں ان ۲۳/مقامات پر ۱۳/سال تین ماہ ۲۴/دن خدمات انجام دیکر وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہوئے

دعوتی واصلاحی سرگرمیاں

علم ظاہر کے اعتبار سے اگرچہ آپ کو کسی دینی ادارہ سے فراغت نہ تھی لیکن

علوم ظاہرہ کے حاملین و فارغین سے کم بھی نظر نہ آتے تھے جیسا کہ آپ کے بیانات اور مکتوب وتصانیف سے بے پناہ علم مترشح ہوتا ہے لیکن اس سے کہیں زیادہ حضرت قبلہ کو علوم باطن سے رابطہ اور تعلق تھا نسبت مع اللہ اور علم لدنی سے آراستہ و پیراستہ تھے بلند آہنگ بیانات وجدانی تمثیلات اور عرفانی تفصیلات اس خوش اسلوبی سے بیان فرماتے کہ لوگ حیرت میں ڈوب جاتے الوہیت الٰہیہ اور رسالت محمدیہ آخرت اور انسانیت ان چار عنوانات پر اتنا کچھ سیر حاصل اور بتفصیل وعظ فرماتے کہ تین تین گھنٹوں کے بیانات بھی لوگوں پر گراں نہ گذرتے سامعین ہمہ تن گوش ہوجاتے اور شوخ بڑھ جاتا حق گوئی ہمیشہ آپ کی عادت رہی حق کو حکمت کے ساتھ اس طرح پیش فرماتے کہ گویا حکمت آپ کو سکھائی گئی ہے انتہائی سادہ کلام بھی فرماتے اور ساتھ ہی ساتھ اس شعبہ کی اعلیٰ ترین بات بھی ارشاد فرماتے کہ سامعین اور استفادہ کرنے والے حسب ظرف واستعداد فائدہ اٹھاتے بیانات کے بعد دعاؤں کا بھی خاص اہتمام ہوتا بڑی رقت آمیز دعا فرماتے اور جب دعا میں رقت بہت زیادہ ہوجاتی تو دعا کرنا مشکل ہوجاتا اور قال وحال کی یکسانیت شریعت وطریقت کی جامعیت کے سبب اللہ تعالیٰ نے حضرت کو بہت بافیض بنادیا تھا باوجود اس بات کے کہ آپ کسی دینی ادارہ سے فارغ نہ تھے لیکن وہبی علوم سے آراستہ اس بافیض ہستی سے دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور، ندوۃ العلماء لکھنو جیسے اہم اداروں کے فارغ التحصیل علما بھی استفادہ فرماتے اور حضرت کی صحبت کو غنیمت وسعادت سمجھتے حضرت کا ایک خصوصی وصف یہ تھا کہ حقائق کی یافت میں برسوں سر کھپانے والے تھوڑی دیر میں تشفی بخش جوب لیکر لوٹتے اور مسائل کی گتھیوں میں الجھ کر رہ جانے والے اس اطمینان سے لوٹتے کہ دل وہ دماغ جواب کے نور سے پرنور اور کیف وسرور سے معمور ہوجاتے دعوتی اور اصلاحی اسفار کی ایک طویل فہرست ہے محبوب نگر،

کرنول، نلگنڈہ، وجے واڑہ، گنٹور اور ان اضلاع سے ملحقہ تعلقہ جات اور قریہ جات میں اس عنوان سے کئی اسفار کیئے اور شہر حیدرآباد آخر دنوں میں مستقل آپ کا مرکز بنا ہوا تھا اور آپ کا سفر بھی عجیب نوعیت کا ہوتا تھا سرمائی گرمائی طویل تعطیلات اور دوران سال ملنے والی عام تعطیلات بھی ایمان واحسان کی اشاعت کی خاطر سفر کرنے کیلیئے ناکافی ہوتی تھی بلکہ اکثر بلا تنخواہ رخصتیں حاصل کرنا پڑتا تھا دوران سفر ہمیشہ قیام مسجد میں ہوتا لیکن بستر کا خاص اہتمام نہ ہوتا معمولی چادر ہوتی مسجد کے فرش پر رومال اوڑھکر آرام فرماتے کپڑے پیوند لگے ہوئے ہوتے اور غذا میں کبھی کوئی تخصیص نہیں دیکھی گئی کسی سفر میں صاحبزادہ محترم نے تکیہ سرہانے دینے کی کوشش کی تو فرمایا یہاں کا آرام تو عارضی ہے سفر کی مثالیں مل بھی جائیں تو اس انداز سفر کی مثال ملنی مشکل ہے نرسپاّ نامی جنوبی ہند کا ایک مشہور شیطان ہے جس کو عرف عام میں نرسو کہتے ہیں صرف دیہات میں نہیں بلکہ شہروں کے مسلمان گھرانوں میں اس شیطان سے ڈر کر اس کی پوجا ہوتی تھی جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے یہ سلسلہ نسلاً بعد نسل چلا آرہا تھا حضرت قبلہ کو جب اپنی آبادیوں اور گھرانوں کی اطلاع ملتی تو خود سے بلا طلب وہاں پہنچتے نرسو اور اسکے سامانوں کو نکال باہر کرتے حضرت قبلہ سے ان محنتوں کا کچھ اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہزاروں مسلمانوں کے مکانات سے نرسو کے جنازے نکال دئے اور امت مسلمہ کی ایک بڑی جماعت کو خلود فی النار کے مستوجب ہونے سے بچانے کیلیئے بحمد للہ کامیاب محنت فرمائی۔

(غیر مسلموں کا قبول اسلام اور تاثرات)

قال وحال کی یکسانیت اور سچی تڑپ کے نتیجہ میں امت مسلمہ کے کئی افراد نے جہاں اپنے گناہوں سے سچی پکی توبہ کر کے اپنی عاقبت کامیاب کی وہیں بے شمار غیر مسلم احباب اسلام جیسی لازوال نعمت سے مالامال ہوئے ایک کلال یلیّا جنہوں

نے حضرت کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا انکا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ حضرت کی پرخلوص سچی اور پر کشش زندگی نے مجھے مسلمان بنایا اور اسلام قبول کرتے ہی حضرت نے اپنے جیسا لباس پہنایا قبول اسلام کے بعد ہمہ جہتی ترقی کرتے ہوئے سعودی عرب پہنچا اور اب وہاں کسی مسجد میں امامت بھی نصیب ہوگئی پھر کچھ عرصہ بعد حیدرآباد واپس ہوئے اور چند سال پہلے ان کا انتقال ہوا جن حضرات نے آپ کو دیکھ کر اسلام قبول کیا ان میں سے ایک مولوئی عبدالباسط صاحب ایم ائے بی ایڈ ہیں جن کا حلفیہ بیان حضرت قبلہ کے ایک معتقد نے ان الفاظ میں نقل کیا ہے کہ جس دن سے اسلام لایا اس تاریخ سے آج تک ان کی اور ان کی اہلیہ کی ایک وقت کی نماز بھی قضاء نہیں ہوئی ہے جنہیں اسلام قبول کر کے برس ہا برس ہوگئے انہی کے بارے میں ایک اور جگہ یوں لکھا کہ قبول اسلام کے بعد رشتہ داروں نے عدالت میں کیس دائر کر دیا عدالت میں حاضری ہوگئی سوال کیا کہ تم کس کے ورغلانے اور اشتعال دلانے پر اپنے قدیم مذہب کو چھوڑ کر مسلمان ہوئے ؟ انہوں نے کہا کہ اگر آدمی آدمی کے کہنے سے مسلمان ہوتا ہے تو میں کہتا ہوں آپ مسلمان ہو جائیے جج دم بخود ہو گیا اسے کوئی جواب نہ بن پڑا الغرض حضرت مسلمانوں میں دعوت اصلاح کے ساتھ ساتھ قرون اولیٰ کی طرح غیر مسلموں میں بھی دعوت ایمان کا فریضہ انجام دیتے تھے

حب نبوی ﷺ

دو جہاں کے سردار آقا مدنی کریم ﷺ سے بے پناہ محبت تھی اور جب کسی کو کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو اس کو اسکی متعلقہ چیزوں سے بھی محبت ہو جاتی ہے یہی حال آپ کا بعینہٖ نبیٔ رحمت ﷺ کے ساتھ تھا آپ کی ذات سے محبت کے ساتھ آپ کے آثار سے محبت تھی چنانچہ کچھ اس طرح کا واقعہ راقم الحروف کے بزرگوار اکثر بیان کرتے ہیں جو حضرت قبلہ سے استفادہ کرنے والوں میں سے ہیں کہ ایک مرتبہ

حضرت کے ساتھ ایک تبلیغی سفر میں شریک تھے پیدل جماعت تھی راستہ میں ایک اونٹ کو آتے ہوئے دیکھا کہ اسکی پیٹ پر شراب سے بھری ہوئی پکھال رکھی ہوئی ہے بے ساختہ رونے لگے مسلسل آنسو بہ رہے تھے اور سب حیران تھے کہ کیا بات ہے؟ تھوڑی دیر ہوا حضرت نے فرمایا یہ تو سرکار ﷺ کی سواری ہے اور اس پر اب حرام چیز رکھی ہوئی ہے اس کے بعد آگے بڑھے اور اپنی منزل پر پہنچنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ اونٹ مر گیا۔

بیعت

ایمانی فیض کے حصول کیلئے راہ سلوک کی اہمیت سب پر عیاں ہے اس عظیم مقصد کے حصول کے متعلق حضرت اپنی خودنوشت سوانح حیات میں تحریر فرماتے ہیں گھومتے گھومتے آخر نوجوان کی رسائی ہوگئی اور ۲۶ر رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ شب شنبہ شب قدر میں ۹ ربجے اس مبارک رسم کی تکمیل ہوگئی یہ وہی ہستی ہے جسکا نام مبارک محمد حسین اور جن کا سلسلہ مبارک قادریہ چشتیہ ہے اور نوجوان کیلئے حضرت پیر و مرشد ہادی بجائے رسول سب کچھ ہیں۔

وقتاً فوقتاً ناظم صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضری ہوتی رہی حضرت کے وصال کے بعد حضرت کے خلیفہ خواص مولانا سید حسن صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کسب فیض کرنے لگے مستقل حاضری اور فیض کے اہتمام کے پیش نظر اور حضرت کی بے پناہ عنایات کی وجہ سے بیعت خلافت سے نوازا گیا اور سند خلافت عنایت کی گئی تاریخ خلافت کے متعلق حضرت قبلہ نے کلام غلام کے شروع میں حالات غلام کے ذیل میں یوں فرمایا ہے تاریخ خلافت ۷ر شعبان المعظم ۱۳۵۹ھ ہے اور ایک بزرگ حضرت محبوب حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی خلافت حاصل ہے چنانچہ حضرت ارقام فرماتے ہیں نیز حضرت محبوب حسین صاحب نے اپنی

نوازش اور کرم سے خلافت سے نوازا تاریخ خلافت ۲۷/رجب ۱۳۷۵ھ ہے ان بزرگوں سے خلعت خلافت سے نوازے جانے کے بعد آپ نے باضابطہ بیعت کا سلسلہ شروع فرمایا تو آپ کے دست اقدس پر ان گنت گمراہ اور کفر و ضلالت کی تاریکیوں میں بھٹکنے والے دارین کی کامیابی حاصل کرنے والے ہو گئے عوام کے ساتھ علماء کی ایک بہت بڑی جماعت نے کسب فیض کیا۔

آپ کو اپنے بزرگوں سے چاروں سلاسل سے اجازت حاصل تھی تو آپ بھی چاروں سلاسل سے بیعت فرماتے اور چاروں سلاسل کے عرفانی علوم کو حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ہر ایک کی طریق کی خصوصیت سے معمور رتھے احسانی علوم اور تصوف کا مقصد، وصول الیٰ اللہ ہے،، اور ہر سلسلہ میں یہی بات پیش نظر ہوتی ہے لیکن اس کے حصول کے لئے طریقے مختلف ہیں اور راہ الگ ہو سکتی ہے لیکن منزل ہر ایک کی ایک ہی ہے چنانچہ کسی ایک پہلو کو ہر سلسلہ میں قدرتی طور پر ترجیح حاصل ہو گئی اور حضرت قبلہ ہر طریق کے ان عرفانی پہلوؤں سے نوازے گئے تھے۔ مثلاً سلسلہ قادریہ میں توحید پر بہت زیادہ زور دیا گیا جیسا کہ اس اصل الاصول ہونے کے اعتبار سے اس کی بہت اہمیت واضح ہے تو حضرت قبلہ بھی توحید کے سلسلہ میں بہت سخت تھے چنانچہ حضرت ،، تحدیث نعمت ،، کے عنوان سے کہی گئی نظم کے ایک شعر میں فرماتے ہیں

فضل حق سے قادری ہوں
اسلئے ہاتھ میں توحید کی تلوار ہے

سلسلہ ٔ چشتیہ میں لوگوں سے باہمی الفت و مودت کو زور دے کر احکام الٰہیہ کو سمجھا جاتا ہے چنانچہ حضرت کو یہ خصوصیت بھی حاصل تھی۔ اسی نظم کے ایک شعر میں فرماتے ہیں کہ

شکر مولیٰ ہے کہ میں چشتی بھی ہوں
دل میں الفت اور زباں پر پیار ہے

سلسلۂ نقشبندیہ میں رسول ﷺ کی سنتوں کا اہتمام بہت ہوتا تھا۔ ایسے ہی آپ کو سنت رسول ﷺ سے عقیدت واحترام اور عمل کی توفیق من جانب اللہ حاصل تھی فرماتے ہیں۔

نقشبندی ہوں بفیض مصطفیٰ

اس لئے سب سنتوں سے پیار ہے

سلسلۂ سہروردیہ میں جیسا کہ دنیائے فانی کی حیثیت کو سمجھا کر دار آخرت کی فکر پیدا کرنے کا بہت اہتمام کیا جاتا ہے تو آپ کو یہ چیز حاصل تھی اسکے متعلق فرماتے ہیں۔

اور بفضل رب سہروردی بھی ہوں

اس لئے دنیا سے دل بیزار ہے

سلسلہ کمالیہ میں وحدت الوجود اور ہر چیز سے خالق کے تصور حاصل کرنے پر زور دیا جاتا تھا، اس نعمت کے حصول پر فرماتے ہیں۔

ہوں کمالیہ بفیض اولیاء

آنکھ میں موجود کا دیدار ہے

سلسلہ حسنی اور حسینی جس سے حضرت بلا واسطہ منسوب تھے قرآنی تعلیمات کا ادراک اور اس میں محو ہو جانے کا اہتمام ہوتا تھا جیسا کہ حضرت حسین صاحب قادریؒ کے اس فرمان سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اکثر بغیر کسی توجہ کے اشیاء کو دیکھتے ہی قرآنی آیات دل میں اتر جاتی تھیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آفاق وانفس میں قرآن کھلا ہوا ہے۔ خود حضرت فرماتے تھے کہ اللہ کے فضل سے علم تصوف واحسان کو قرآن مجید کی ہر آیت سے ثابت کر سکتے ہیں۔ تحدیث نعمت کے ایک شعر میں اس کا اظہار فرمایا ہے کہ۔

اور حسنی اور حسینی بھی ہوں

دل مرا قرآن سے سرشار ہے

خلفاء:-

جہاں آپ کے دست اقدس پر بیعت کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد ہے وہیں آپ کے خلفاء کی بھی ایک طویل فہرست ہے جن میں بعض کا نام یہاں ذکر کرتے ہیں جن میں اولاً آپ کے چار صاحبزادوں کے نام پہلے علی الترتیب ذکر کئے جاتے ہین جو ملک کی معروف و مشہور درسگاہوں سے فراغت کے بعد ملک وبیرون ملک اسلامی تعلیمات کو عام کرنے اور دین وملت کی خدمت میں ہمہ تن مصروف ہیں اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے آمین۔

(۱)

مفسر قرآن:۔ حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمٰن صاحب قاسمی وندوی

صاحبزادۂ اکبر وجانشین وخطیب مسجد خدیجہ ٹولی چوکی حیدرآباد

(۲)

شیخ الحدیث:۔ حضرت مولانا شاہ محمد جمال الرحمٰن صاحب مفتاحی

صاحبزادہ وخطیب جامع مسجد ملے پلی حیدرآباد

(۳)

فقیہ الاسلام:۔ حضرت مولانا مفتی شاہ محمد نوال الرحمٰن صاحب مفتاحی

صاحبزادہ وخطیب مسجد نورشکاگو امریکہ

(۴)

استاد ادب:۔ حضرت مولانا شاہ محمد ظلال الرحمٰن صاحب فلاحی

صاحبزادہ وخطیب مسجد موزہ بنت، ٹولی چوکی حیدرآباد

(۵) شیخ محمد حنیف صاحب (مرحوم)

(٦) عبدالرحیم صاحب درد (مرحوم)

(۷) مولانا عبدالرزاق صاحب قاسمی مدظلہ ونپرتی

(۸) عبدالباسط صاحب موظف لکچرر محبوب نگر

(۹) عبدالقیوم صاحب موظف لکچرر محبوب نگر

(۱۰) ڈاکٹر شیخ چاند صاحب مکتھل وغیرہ

تبلیغ واشاعت واحسان کے سلسلہ میں حضرت قبلہ نے جہاں، جسمانی، فکری ،لسانی، توانائیاں تا بحد امکان صرف کیں ، وہیں شعری، تصنیفی، وتالیفی صلاحیتوں سے کام لینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں فرمایا قابل ذکر بات ہے کہ آپ کی شعری صلاحیتیں کسی سے تلمذ کی محتاج نہیں رہی ، البتہ جماعت منشی میں علامہ شبلی علیہ الرحمہ کی کتاب ۔شعرالعجم ، سے شاعری پر ضروری معلومات حاصل کیں اور اس فن کا استعمال با مقصد میں آپ کو کامیابی ملی ، چنانچہ دین ونعمت الٰہیہ، تعلیم وتربیت، کا شائد ہی کوئی عنوان ہو جس کا احصاء آپ کے اشعار میں نہ ہوا ہو۔

حضور پرنور سرور کونین ﷺ کی مدح میں شعراء کرام کی خیال آفرینی کا تنوع ،اظہار محبت کا سوز وگداز ،اور وابستگیٔ داماں رسالت پر فخر وناز ، بے شک نعت گوئی کے عمومی مضامین ہیں ،انہیں عاشقان رسول ﷺ میں ایک حضرت قبلہ کی ذات تھی اس نوع کی تصنیف کلام غلام کے نام سے مشہور ہے۔

تصانیف کے تفصیلی تعارف کے بجائے مشہور کتابوں کی ایک فہرست ذکر کی جاتی ہے۔

(۱) کلام غلام ۔ منظوم تصنیف

(۲) آئینۂ غلام ۔ خودنوشت سوانح حیات

(۳) مکتوبات غلام

(۴) ملفوظات غلام

(۵) تبرکات حرمین

(۶) اسرار خطبۂ نکاح

(۷) کلمۂ طیبہ

(۸) مقام انسانیت

(۹) تنویر سبع مثانی　　　　(۱۰) مکاتیب عرفانی

(۱۱) متاع کمال　　　　(۱۲) نجات اور درجات کا راستہ

ان کتابوں میں توحید و رسالت اور تصوف سے متعلق پیچیدہ مباحث کو آسان اور عام فہم اسلوب میں سمجھایا گیا، ایک عام آدمی کے ذہنی معیار کو سامنے رکھتے ہوئے ہر بات کو مثالوں اور مشاہدوں سے

معقولات کو محسوسات سے واضح کیا گیا، اس کے ساتھ ساتھ ہر سطر سے بے پناہ علم کے دریا جھلکتے ہیں

وفات ۱۴/ محرم الحرام ۱۴۱۰ھ م ۱۷/ اگست ۱۹۸۹ء محلہ ٹپہ چبوترہ حیدر آباد مکان نمبر ۶۱۰/۴۳،۵،۱۳، میں فجر کے وقت اس مرد کامل اور عارف باللہ کا وصال ہوا معظم جاہی مارکٹ کے قریب فرمان واڑی قبرستان میں آپ کے محترم شیخ حضرت شاہ محمد حسین صاحبؒ کے پائیں حسب خواہش تدفین عمل میں آئی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

قادریت اور دیگر سلاسل روحانی کے فیض یافتہ اور ہندوستان میں خانوادہ کمالیہ کے اس چشم و چراغ نے ۷۲/ سال ۶/ ماہ کی عمر پائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر کو نور سے منور فرمائے اور آپ کی تعلیمات جو دراصل قرآن وحدیث کی تشریح ہے امت میں عام فرمائے آمین

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمن قاسمی صاحب دامت برکاتہم

کی دیگر مطبوعہ کتابیں

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام
- حالات اور تعلیمات محبوب سبحانیؒ
- زندگی میں غم کیوں؟ مصائب کیوں؟ علاج کیا؟
- نجات اور درجات کا راستہ
- سورۃ الکوثر کا پیغام امت مسلمہ کے نام
- ملفوظات ۔ حضرت شاہ صوفی غلام محمدؒ
- تقلید کیا اور کیوں
- مختصر حالات مچھلی والے شاہ صاحبؒ
- معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
- ایمان، اجمال، تفصیل، تحقیق
- تلاوت قرآن آداب وفضائل
- نغمہائے نورانی (۱)(۲)(۳)
- دعائیں کس طرح قبول ہوتی ہیں
- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
- تابدار نقوش
- آئینہ غلام
- استعانت کے طریقے
- تبرکاتِ حرمین
- شفاعت ۔مفہوم، اقسام ودرجات

- احوال دل
- ایمان واحسان
- بیعت
- تفسیر سورۃ الفاتحہ
- ھدایت اور راہ اوسط
- طریقہ صلوٰۃ وسلام
- سیر انفس
- کلام غلام
- دینی باتاں منظوم
- دو اہم مدارج
- مجاہدہ
- خوف الٰہی
- زکوٰۃ
- قربانی
- مکاتیب عرفانی
- پہلا درس بخاری
- ولایت
- درمانِ حرمین
- فیوض ونقوش

- سرزمین دکن میں
- کلمہ طیبہ
- سورۃ الاخلاص
- خودشناسی وحق شناسی
- سیدھا راستہ
- جنت
- دو برکت والی راتیں
- عکس جمال نعتیہ کلام
- الشجرۃ العالیہ
- شیطان سے جنگ
- دعوت وتبلیغ
- سکونِ دل
- مکتوبات غلام
- خدا کی پہچان
- دیدہ ودل
- علم اور اہل علم
- افکار سالک
- تین اللہ والے
- اِدراکات ۔ منظوم کلام